تحریر: حافظ محمد سلیمان ضیاء

علم و عمل کا ایک اور چراغ بجھ گیا

جماعتی احباب میں یہ خبر بڑے افسوس کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین، استاذ العلماء مفتی العصر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب امرتسری ؒ بانی و شیخ الحدیث کلیۃ دارالقرآن والحدیث جناح کالونی فیصل آباد مورخہ ۲ فروری ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ سہ پہر ۱۲ بجے قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مرحوم کا جنازہ رات آٹھ بجے ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں ان کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن سے اٹھایا گیا۔ جنازہ اٹھاتے اور سفر آخرت میں روانگی کے وقت ہر آنکھ اشکبار تھی۔

استاذ العلماء مولانا محمد عبداللہ امرتسری ؒ کی نماز جنازہ محقق اہلحدیث حضرت مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے نہایت ہی رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔

نماز جنازہ زرعی یونیورسٹی کی وسیع گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ اس میں مولانا مرحوم کے سینکڑوں شاگردوں کے علاوہ ہزاروں افراد نے شرکت کی اور پاکستان بھر کے تمام شہروں سے کثیر تعداد میں علماء و طلباء شریک ہوئے۔ بالخصوص الحاج میاں فضل حق صاحب، مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب، مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب، مولانا قاری محمد اسماعیل اسد صاحب، قاری محمد ادریس عاصم صاحب، قاری محمد فیاض صاحب، مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب کے علاوہ کثیر علماء کرام نے شرکت کی۔

نماز جنازہ کے وقت الحاج میاں فضل حق صاحب نے اپنے تعزیتی خطاب میں مرحوم کی دینی و ملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بھی اس بات پر فخر ہے کہ میں بھی اس محدث عظیم کے ابتدائی تلامذہ میں سے ہوں اور مولانا کی وفات سے جماعت اہلحدیث ایک ممتاز و نامور عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔

مولانا مرحوم کے خصوصی شاگرد مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب نے اپنے تعزیتی خطاب

میرا باپ انتقال کر گیا ہے اور مرحوم کی شخصیت دورِ حاضر کے تمام علماء و محدثین میں ممتاز دارفع تھی۔ اور مولانا علم وعمل کا عظیم سرمایہ تھے۔ آج ان کی وفات سے سرزمین فیصل آباد یتیم ہوگئی ہے

محترم قاری عبدالحفیظ صاحب نے اپنے تعزیتی خطاب میں کہا مولانا مرحوم کی شخصیت و علم وعمل کے معترف تمام مکاتبِ فکر کے علماء تھے اور مرحوم تمام مکاتبِ فکر میں مقبول ومعروف تھے۔ اور ان کی وفات سے اہالیانِ پاکستان ایک عظیم متاعِ عزیز سے محروم ہوگیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سے علماء اور تلامذہ نے مرحوم کی دینی و ملی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین وعقیدت پیش کیا۔

مرحوم کا آخری دیدار

مولانا مرحوم کو نماز جنازہ کے بعد عام دیدار کے لیے رکھ دیا گیا۔ مولانا کے دیدار کے وقت بہت سے رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ دیدار کے وقت بہت رش تھا اور مولانا مرحوم کی وفات سے ہر آنکھ اشکبار تھی۔

پھر مرحوم کو ہمیشہ کے لیے فیصل آباد کے بڑے قبرستان میں سسکیوں اور آہوں کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ ؏ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے تین بیٹے حافظ محمد اسحاق۔ حافظ عبدالرحمان صاحب۔ حافظ محمد داؤد اور پانچ بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔

مرحوم کے خاندان کے علاوہ مولانا کے سینکڑوں تلامذہ و علماء وطلباء سوگوار ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے سوگوار خاندان۔ تلامذہ۔ علماء و طلبا کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اور جماعت اہلحدیث کو اس سانحہ عظیم پر صبرِ جمیل اور مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

مولانا مرحوم کی زندگی کے چند واقعات

مولانا مرحوم کی پیدائش ضلع امرتسر میں ہوئی۔ مرحوم کے والد کا نام جان محمدؒ تھا جو کہ بہت نیک اور متقی انسان تھے اور علم دین کی طرف راغب تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے ہونہار بیٹے مولانا محمد عبداللہ صاحب امرتسریؒ کو ابتدائی تعلیم کے بعد امرتسر کے نامور عالم دین و محدث العصر مولانا نیک محمدؒ صاحب کے مدرسہ میں داخل کروا دیا۔

استاذِ مشفق نے اپنے شاگرد رشید کو بڑی محنت و جانفشانی سے پڑھایا اور انھیں اپنے استاد ذہین وفطین شاگرد پر بڑا ناز تھا۔

چنانچہ تحصیل علم کی فراغت کے بعد شاگرد رشید مولانا عبداللہ امرتسری نے اپنے استاذِ مشفق کی زیر سرپرستی مولانا نیک محمد صاحب کے مدرسہ میں بطور نائب مدرس استاد پڑھانا شروع کر دیا۔ مولانا نیک محمد صاحبؒ کے علاوہ مولانا عبداللہ امرتسری نے دورِ حاضر کے بڑے بڑے جیّد اور ممتاز علماء و محدثین سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

مدرسہ شمسیہ امرتسر کی بنیاد

پھر تمام علوم پر حاوی ہونے کے بعد مولینا عبداللہ امرتسریؒ نے توکلاً علی اللہ ۱۹۳۲ء کو ضلع امرتسر میں ایک دینی مدرسہ 'مدرسہ شمسیہ' کی بنیاد رکھی امرتسر کی سرزمین میں قال اللہ و قال الرسول کی صدا بلند کی اور بے شمار علماء و طلباء نے مولانا مرحوم سے اپنی علمی پیاس کو بجھایا۔ اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ یہ قرآن و سنت کا چشمہ ترقی کی منازل طے کر رہا تھا کہ تقسیم ملک کا معرکہ پیش آ گیا۔

مدرسہ دارالقرآن والحدیث کی بنیاد

تقسیمِ برصغیر کے بعد مولانا مرحوم نے انتہائی عسرت اور بے سروسامانی کے ایام میں جب ہر طرف شرک و بدعت کی بھرمار تھی اور دینی علوم کی بہت شدت سے کمی محسوس کی جا رہی تھی، مدرسہ دارالقرآن والحدیث فیصل آباد کا سنگِ بنیاد رکھا اور بطور شیخ الحدیث کے تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔

بعد میں چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ مدرسہ جناح کالونی فیصل آباد کی شاندار عمارت میں منتقل ہو گیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ مدرسہ قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کر رہا ہے اور قرآن و حدیث کے علَم کو اونچا کیے ہوئے ہے۔ اور آج یہ مدرسہ ایک بہت خوبصورت اور اچھے پُرسکون ماحول اور مرحوم کی دینی و ملی خدمات کا نقشہ پیش کر رہا ہے — اور انتہائی خاموشی کے ساتھ آج تک ترقی کی منازل طے کر رہا ہے

مولانا مرحوم نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ حدیثِ رسولؐ کی خدمت میں گزار دیا۔ اور مولانا مرحوم نے زندگی کا یہ مشن رکھا کہ وہ ہمیشہ دین محمدیؐ کا کام بے لوث سرانجام دیں۔ چنانچہ وہ ساری زندگی اسی پر کاربند رہے اور ہمیشہ مدرسہ کی بے لوث خدمت کی اور تقریباً پینتالیس سال سے یہ مدرسہ دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور مولانا مرحوم نے یہ سارا کام انتہائی خاموشی کے ساتھ کیا اور بفضلِ خدا آج تک اس مدرسہ کا کوئی سفیر

چندہ کی وصولی کے لیے دوسرے شہروں میں نہیں گیا بلکہ خدا خود ہی مدرسہ کی مالی اعانت کا کام چلا رہا ہے۔

اس مدرسہ سے سینکڑوں علماء کرام فارغ ہوتے جو آج بیرونِ ملک اور بالخصوص پاکستان میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور مولانا مرحوم کی انتھک محنت و کاوش کی وجہ سے ہر سال طلباء اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مدینہ یونیورسٹی جاتے ہیں۔ مولانا مرحوم کا اپنے شاگردوں کے ساتھ تعلق انتہائی مشفقانہ اور باپ بیٹے کی طرح ہوتا تھا۔ طلباء کا ہر طرح سے خیال رکھتے اور انہیں ہمیشہ دین کی طرف راغب رہنے کی اور دین کا بے لوث کام کرتے رہنے کی تاکید کرتے۔ راقم الحروف بندہ ناچیز کو بھی مولانا مرحوم کا شاگرد ہونے پر فخر ہے۔ میرا تعلق باپ بیٹے کی طرح تھا اور آج میں بھی اپنے رُوحانی باپ سے محروم ہو گیا ہوں۔

مولانا مرحوم کی روحانی غذا

مولانا مرحوم کو قرآن و سنت سے خاص شغف تھا۔ اور مولانا مرحوم اپنی زندگی کے آخری ایام تک کمزوری و نقاہت کے باوجود بالالتزام درسِ بخاری شریف پڑھاتے رہے۔ انتہائی کمزوری و نقاہت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے مولانا کو یہ مشورہ دیا کہ آپ مکمل آرام کریں اور درسِ حدیث چھوڑ دیں تو مولانا فرمانے لگے کہ درسِ حدیث تو میری غذا ہے اور اسی کی برکت کی وجہ سے میں زندہ ہوں۔ فرماتے میری تو آخری خواہش یہ ہے کہ مجھے درس بخاری پڑھاتے پڑھاتے موت آجائے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کر دیا۔ وفات کے دن غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر طلباء کو درس حدیث پڑھانے کے لیے گھر سے مدرسہ کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مولانا مرحوم نے اپنی زندگی میں خود پچپن مرتبہ طلباء کو بخاری شریف پڑھائی۔ اور ساری زندگی دین کا بے لوث کام کیا اور کبھی تعلیم و تعلّم کا معاوضہ نہیں لیا۔ عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ بہت بڑے محدث ہونے کے باوجود فرماتے کہ میں طالب علم ہوں اور علماء کا خادم۔ بعض دفعہ حدیث پڑھاتے پڑھاتے آبدیدہ ہو جاتے۔

دار الافتاء

فیصل آباد شہر میں فتویٰ نویسی کے لحاظ سے آپ تمام مفتیوں سے ممتاز تھے اور آپ کا فتویٰ بڑی جامع حیثیت رکھتا۔ آپ نے یہ کام (باقی صہ ۵ پر)